حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ

ایک اہم دینی دعوت

کی دینی دعوت (تبلیغی تحریک) پر

از: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ؛ ایک مختصر، مگر جامع کتاب، قیمت ۸ر

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ، لکھنؤ

ماہنامہ

زندگی

رامپور

- آپ کو آپ کی زندگی کا مقصد بتاتا ہے۔
- قرآن کی دعوت کو صحیح ترین انداز میں پیش کرتا ہے۔
- اسلام کی بنیادوں پر ہمہ گیر انقلاب کا علم بردار ہے۔
- وقت کے باطل نظریات پر مدلل تنقید کرتا ہے۔
- دنیا کو حقیقی امن اور فلاح کا راستہ دکھاتا ہے۔
- سطحی لذتیت کے بجائے ٹھوس مذاق پیدا کرتا ہے۔
- اسلام کی روشنی میں مسلمانوں کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔
- آپ کے فاضل اوقات کا بہترین ساتھی ہے۔

ہر مہینے ۶۴ صفحات کا قیمتی مجموعہ

اپنے مقام کی ایجنسی سے خریدیئے یا ہم کو براہ راست لکھیے

منیجر رسالہ زندگی رامپور۔ یوپی

چندہ سالانہ پانچ روپے۔ شش ماہی تین روپے۔ فی پرچہ پچاس پیسے

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر، پروپرائٹر اور پبلشر نے تحریر پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر رضوان، ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

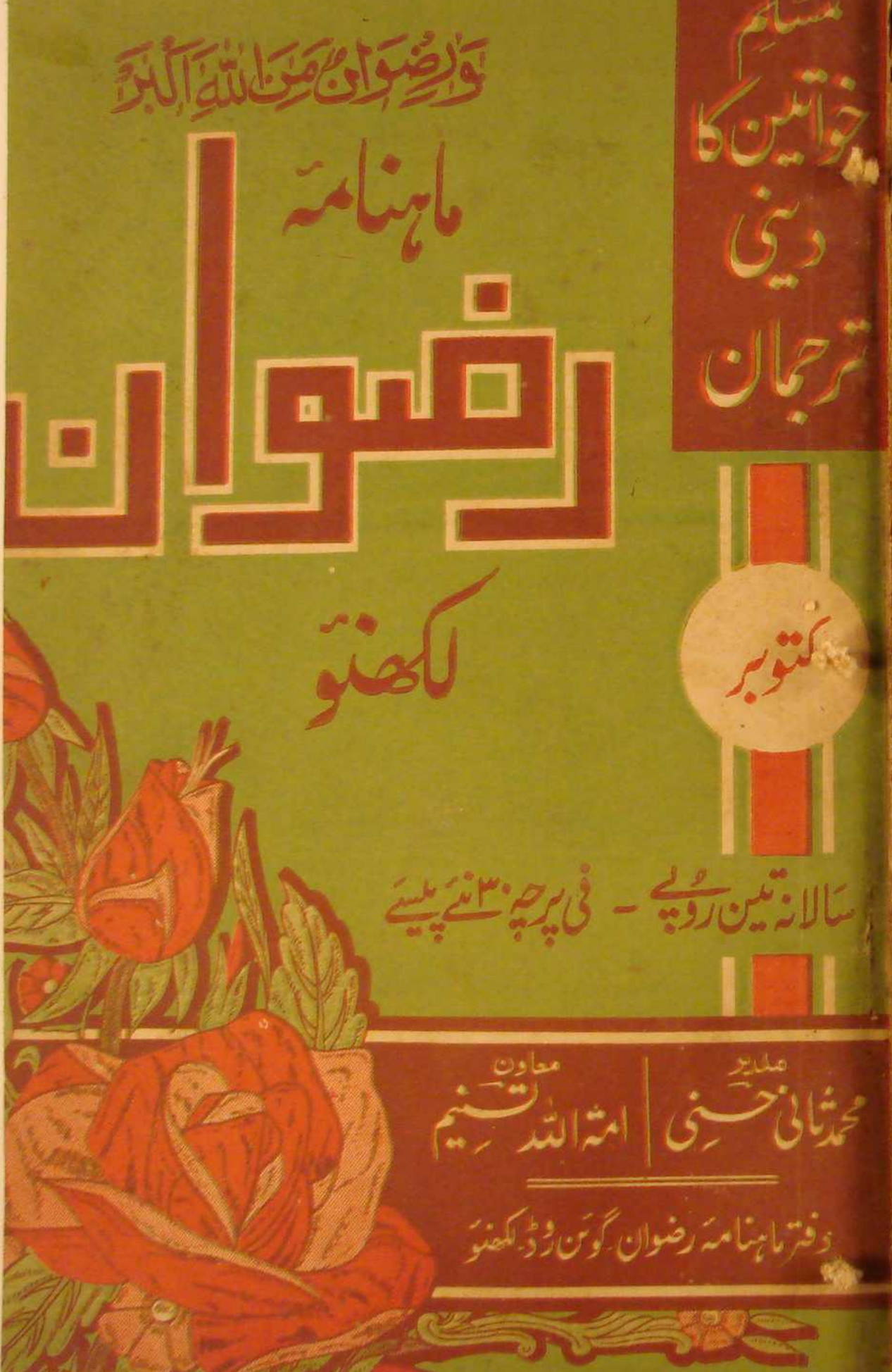

کتوبر

سالانہ تین روپے - فی پرچہ ۳۰ نئے پیسے

مدیر: محمد ثانی حسنی | معاون: امۃ اللہ تسنیم

دفتر ماہنامہ رضوان۔ گوئن روڈ۔ لکھنؤ

RIZWAN Lucknow Regd. No. A-197

ہماری

چند اہم کتابیں

زادِ سفر، مترجمہ امۃ اللہ تسنیم۔ مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی۔ امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ کتاب بہترین دینی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ، پھر احادیث ہیں ـــــ مکمل مجلد آٹھ روپے

حسنِ معاشرت مصنفہ والدہ ماجدہ لالا بیلا الحسن علی صاحب ندوی۔

مسلمان لڑکیوں کیلئے ایک ایسی کتاب جسمیں دی ہدایات کنیا کماری سے سسرال تک کے تمام امور خانہ داری سلیقہ شعاری، زبن سہن کے سارے طریقے بتائے گئے ہیں۔

قیمت ۶۲ پیسے

ہمارے حضور بچوں کیلئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو بچوں کے نصاب میں داخل کرنیکے لائق ہے، یہ کتاب امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ایڈیٹر رضوان کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے قیمت ایکروپیہ پچاس پیسے۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام - گوئن روڈ، لکھنؤ

مطبوعہ نیشنل دہلی آرٹ پریس دہلی میں چھپا

الاصلاحی

رشید ۲۱۵۵
۵۹۲۶۲

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد (۷)	اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء مطابق جمادی الاوّل سنہ ۱۳۸۳ھ	نمبر (۱۰)

اس دائرہ میں اگر سُرخ ◉ نشان ہے تو ؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا سال خریداری ختم ہو چکا، براہ کرم آئندہ سال کیلئے زرِ چندہ زیادہ سے زیادہ بیس تاریخ تک روانہ کر دیجئے ورنہ اپنی رائے سے مطلع کیجئے، اگر آپ روانہ کریں گے تو آئندہ شمارہ وی۔پی سے ارسال ہوگا جس میں آپ کے ۲ روپئے پیسے زیادہ لگیں گے۔

سالانہ چندہ

ہندستان میں	تین روپیہ	ممالک غیر بحری ڈاک	۶ شلنگ
پاکستان میں	تین روپیہ ۵۰ نئے پیسے	ممالک غیر ہوائی ڈاک	۱۰ شلنگ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات، متصل خیر المدارس ملتان (مغربی پاکستان)

(۱) جن صاحب کو کسی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک پرچہ نہ ملے وہ خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیں ورنہ تعمیل مطلوبہ میں تاخیر ہوگی

(۲) پاکستانی حضرات ترسیل زر کے علاوہ جملہ خط و کتابت مع حوالہ نمبر خریداری پتہ ذیل سے کریں۔

نوٹ:۔ ایجنٹ حضرات براہ راست گفتگو کریں۔

دفتر

ماہنامہ "رضوان"، ۳، گوئن روڈ لکھنؤ

فہرست

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
(۱)	ہماری بات	مدیر	۳
(۲)	تعلیمات قرآن	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب	۵
(۳)	رسول اللہؐ نے فرمایا	اُمۃ اللہ تسنیم	۷
(۴)	حمد (نظم)	ثابت علی بستوی	۹
(۵)	حضرت اُم سُلیم	عبدالسلام گونڈوی	۱۰
(۶)	خدا کے سچے پرستار	اُم جمیلہ (الہ آباد)	۱۴
(۷)	ہماری ناقدری	بشیر فاطمہ	۲۱
(۸)	اسکا گھر کیوں نہ ہو باغ جنت (نظم)	شاکر اسعدی	۲۳
(۹)	یتیم	عبدالرحیم صدیقی	۲۴
(۱۰)	حضرت ام سلمہؓ کا قابل قدر مشورہ	مولانا عبدالسلام قدوائی	۲۶
(۱۱)	اُن پہ درود اور سلام (نظم)	امۃ اللہ تسنیم	۳۰
(۱۲)	میرے پڑوس میں	نثار فاطمہ	۳۲
(۱۳)	حلیمہ آپا	سعید الرحمٰن اعظمی	۳۴
(۱۴)	گھر یا ہو چٹکلے	غزالہ بیگم	۳۸

ہماری بات

گزشتہ اشاعت میں ہم نے اپنے محترم خریداروں سے ایک اپیل کی تھی، کہ جن حضرات نے اب تک چندہ ارسال نہیں کیا ہے اور ان کے ذمہ باقی ہے وہ براہ کرم اس طرف توجہ فرمائیں، الحمدللہ ہماری اس اپیل کو لوگوں نے غور سے پڑھا اور کئی حضرات اور خواتین نے اس طرف توجہ کی لیکن بہت کم خریداروں نے ادھر دھیان دیا اور ابھی بکثرت ایسے خریدار باقی ہیں جن کے ذمہ سالانہ چندہ باقی ہے اور بعضوں کے ذمہ دو سال کا بھی باقی ہے، اس شمارہ میں پھر ہم ادھر توجہ دلاتے ہیں کہ چونکہ رسالہ راستہ سے کافی تعداد میں ضائع ہو جاتا ہے اور رسالہ نہ پہنچنے کی کئی حضرات شکایت کر چکے ہیں اور ایسے بھی خریدار ہیں جو اطلاع تک نہیں کرتے کہ ان کو رسالہ نہیں ملا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو پہنچ رہا ہے حتی کہ وہ رسالہ جس میں سُرخ نشان ہوتا ہے وہ بھی ان کو نہیں ملتا جس سے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا پورا سال نہیں ہوا اور وہ لال نشان کا انتظار کرتے ہیں، ہم اپنی سمجھ کے مطابق حسب قاعدہ رسالہ دی۔پی کر دیتے ہیں، بہت سے لوگ وصول کر لیتے ہیں اور بہت سے واپس کر دیتے ہیں۔

براہ کرم نہ پہونچنے پر اطلاع کیا کریں اور ختم سال پر چندہ ارسال فرمادیا کریں، جن کے ذمے چندہ باقی ہے ان کو الگ سے کارڈ ارسال کئے جا رہے ہیں۔ اگر آپ توجہ کریں تو ہمارا بار بہت ہلکا ہو سکتا ہے۔ خریداری نمبر کا حوالہ دینا بہت ضروری ہے۔ تاکہ تعمیل میں آسانی ہو

کئی حادثے گزشتہ دنوں میں ایسے کئی حادثات ہوئے ہیں جن سے "رضوان" اور ادارۂ "رضوان" نیز ہند و پاک کے دیندار حلقوں کو رنج پہنچا ہے، یہ حادثات اپنے لحاظ سے ایسے ہیں جن کا ذکر کرنا اور متعلقین سے اظہار تعزیت کرنا ایک دینی اور اخلاقی فرض ہے،

پہلا حادثہ مقامی ہے جس کا اثر لکھنؤ کے مسلمانوں پر کافی پڑا ہے، وہ جناب سید صدیق حسن صاحب آئی۔ سی۔ ایس کی اچانک وفات ہے، سید صاحب ایک طرف یو۔ پی حکومت کے ایک اعلیٰ عہدیدار اور حکومت میں کافی رسوخ کے مالک تھے لیکن سب سے بڑی خصوصیت مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک اور غریبوں کے ساتھ شفقت و رحمت کا معاملہ تھا، سیکڑوں واقعات ایسے ہیں جن سے انکی اولوالعزمی، جود و سخا اور اعلیٰ صفات کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی وفات سے دینی حلقوں، عوام اور حکومت کے اداروں، مسلمانوں، اور غیر مسلموں کو یکساں رنج پہنچا ہے۔

دوسرا حادثہ ہندو پاک کے ایک بزرگ ترین شخصیت کا سانحۂ ارتحال ہے، حضرت مولانا عبد الغنی صاحب پھولپوری حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے اجلہ خلفاء میں تھے، ان کے مریدین اور مسترشدین کا حلقہ بہت وسیع ہے، ہزاروں انسانوں کو ان کی ذات بابرکات سے فائدہ پہنچا ہے، پہلے ہندوستان میں قیام تھا، آخر میں کراچی تشریف لے گئے تھے وہیں انتقال فرمایا، لاکھوں مسلمانوں کو ان کے سانحۂ ارتحال سے ایک دھکا لگا ہے۔

تیسرا حادثہ:- پاکستان کے مشہور بزرگ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ کا سانحۂ ارتحال ہے، جہاں تک اخباروں میں آیا ہے ان کے حالات و کوائف قابل رشک تھے، ایسی ذاکرہ عابدہ اور بزرگ خاتون کا دنیا سے گزر جانا مسلمان خواتین کے لئے ایک بڑا حادثہ ہے، اس زمانہ میں ایسی بزرگ اور ولیہ بی بی کا ہونا مسلم خواتین کے لئے بڑا مفید اور سہارا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کے متعلقین کو صبر کی توفیق دے اور ان کے جانشینوں سے فائدہ پہنچائے۔

تعلیمات قرآن

(امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب فاروقیؒ)

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ۝ (سورہ ابراہیم)

ترجمہ:- اے ہم سب کے پروردگار میں نے اپنی ذریت (یعنی بی بی ہاجرہ) کو ایک ایسے جنگل میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے پروردگار محض اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں، پس کر دے لوگوں کے دلوں کو ایسا کہ جھکیں ان کی طرف اور رزق دے انکو میووں سے تاکہ وہ شکر کریں۔

ف:- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اس آیت میں نقل فرمائی گئی ہے جس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ان کو حکم خداوندی ملا کہ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل کو اور انکی والدہ کو ایک ایسے جنگل میں چھوڑ آئیں جہاں کوئی چیز نہ پیدا ہوتی ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنے لخت جگر کو اس جنگل میں لاکر چھوڑا جس کا نام آج مکہ معظمہ ہے جہاں زندگی کا کوئی سہارا نہ تھا، اس جنگل میں کیا معنی اس کے ادھر ادھر کوسوں تک کھانے کے لئے گھاس یا درخت کی پتی اور پیاس بجھانے کیلئے گیلی مٹی بھی نہ مل سکتی تھی، اس جنگل میں چھوڑ کر چلے تو یہ دعا مانگی کہ اے پروردگار میں نے اس جنگل میں محض اس لئے چھوڑا ہے کہ تیرے حرمت والے گھر یعنی کعبہ مکرمہ کا سہارا ہے اور اس کی بابرکت تاثیرات سے یہ لوگ نماز قائم کرنے والے بنیں کعبہ مکرمہ کی بھی بڑی بزرگی ثابت

ہوئی کہ وہ نماز کا مذکر ہے، ایسی ہی بزرگیوں کے سبب سے اس کو ھُدًی لِّلنَّاس فرمایا،
خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قصہ مسلمانوں کو اسی لئے سُنایا کہ دیکھو خدا کے بندے نماز کو کس قدر پیار کرتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی بی بی اور اکلوتے بیٹے کی زندگی اتنی پیاری نہ تھی، جتنی کہ نماز۔ اگر وہ ان کی زندگی کو زیادہ عزیز رکھتے تو اس جنگل میں جاکر چھوڑ آتے کہ وہاں خود تو کوئی پیداوار نہ ہوتی۔ مگر اس کے قریب کوئی ایسی آبادی ہوتی جس سے یہ امید کی جاسکتی کہ شاید کسی کا گزر اس جنگل کی طرف ہو جاوے اور وہ ایک معصوم بچہ اور اسکی ماں کو بھوک پیاس میں تڑپتا ہوا دیکھ کر ترس کھائے اور ان کی پرورش کا سامان کردے مگر خدا کے خلیل کو سب سے زیادہ پیاری نماز تھی، انھوں نے نماز کی فکر کو زندگی کی فکر سے مقدم رکھا، ان کے دل پر نماز کی محبت کا قبضہ تھا، ان کے دماغ میں نماز کے عشق کی سلطنت تھی، اے خدا کے خلیل تم کو یہ دل و دماغ مبارک ہو ؎

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دعا:۔ اے خدا اپنے خلیل اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہا وسلم کے طفیل میں اپنے اس عاجز گنہگار بندے کے دل پر بھی ایک ذرہ اس محبت کا ڈال دے اور اپنی معرفت عطا فرما تاکہ تیری عبادت، تیری نماز ہر چیز سے زیادہ اس بندے کی محبوب بن جائے، سچ ہے ؎

آنکس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند فرزند و عیال و خان و ماں راچہ کند

کتاب الصلوٰۃ: حضرت امام اہل سنت الحاج الشاہ الحافظ المولانا محمد عبد الشکور فاروقی قدس اللہ سرہٗ کی نماز پر ایک تصنیف ہے، مندرجہ بالا مضمون اسی کتاب سے اقتباس ہے، اسی طرح مولانا نے ۹۹ آیتوں سے نماز کی ترغیب، ہیبت اور احکام بیان فرمائے ہیں، ضمناً بہت سی احادیث بھی آگئی ہیں، کاغذ گایز، صفحات ۱۷۶، مجلد قیمت عمدہ ۵ نیا پیسہ،

مکتبہ اسلام ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

اَمَۃُ اللہ تسنیم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بال میں بال ملانے کی ممانعت | حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری بیٹی کے بیماری کی وجہ سے بال جھڑ گئے ہیں اور میں اس کی شادی کرنے والی ہوں تو کیا میں دوسرے کے بال لگا کر اس کے بال بڑھا دوں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بال جوڑ کر بڑھانے اور بڑھوانے والی پر لعنت فرمائی ہے (بخاری، مسلم)

گودنا گودنے اور دانتوں کو تیز کرنے کی ممانعت | حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے گودنا گودنے والیوں اور بال اکھیڑنے والیوں اور دانتوں کو ریت کر پتلا کرنے والیوں پر جو حُسن بڑھانے کی خاطر کرتی ہیں، اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں تبدیلی کرتی ہیں، ان پر لعنت کی تو ایک عورت نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس بارے میں بحث کی (یعنی تم یہ بات کہاں سے کہتے ہو اور کیوں لعنت کرتے ہو) حضرت ابن مسعودؓ نے کہا میں اس پر کیوں لعنت بھیجوں جس پر حضور نے لعنت کی، کلام مجید میں تو موجود ہے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (ترجمہ) جو تم کو رسول دیں اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو (بخاری مسلم)

داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے اور پانی پیتے وقت برتن میں سانس لینے کی ممانعت | حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص

پیشاب کرے تو بلا ضرورت اپنا دایاں ہاتھ خراب نہ کرے، نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ برتن میں پانی پیتے وقت سانس لے (بخاری، مسلم)

تکلف کی ممانعت حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم کو تکلف کرنے سے منع کیا گیا ہے (بخاری) ـــــ حضرت مسروقؒ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس گئے، انھوں نے کہا اے لوگو جو شخص کچھ جانتا ہو وہ بتا دیا کرے اور جس کو علم نہ ہو تو وہ واللہ اعلم کہہ دیا کرے (یعنی اللہ ہی خوب جانتا ہے) حقیقت میں یہ علم ہی ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو تو اس کو جواب میں کہہ دے کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جیسے کہ پروردگار نے اپنے نبیؐ سے فرمایا ہے، قُلْ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (کہہ دو کہ میں تم سے اس بات کی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والا ہوں (بخاری، مسلم)

گناہ کبیرہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق خون کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہیں (بخاری، مسلم)

قسم کھانے کے بعد نیکی کی بات دیکھ کر اس کو اختیار کرنے کا حکم حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کسی بات پر قسم کھالو، پھر اس سے بہتر بات دیکھو تو اس کو اختیار کرلو اور قسم کا کفارہ (۱) دیدو (بخاری، مسلم)

(۱) کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے جس سے ان کا بدن ڈھک جائے یا تین روزے رکھے

حمد

★ ثابت علی بستوی

تعریف اُس خدا کی جو خالقِ جہاں ہے
ادنیٰ اسی جس کی قدرت یہ مہتِ آسماں ہے
لُطفِ عمیم اس کا ہر ایک کو ہے شامل
ہو دوست یا ہو دشمن سب پر وہ مہرباں ہے
جن و بشر ملائک قدرت میں اسکی سب ہیں
کس کو خبر کہ اس کی قدرت کہاں کہاں ہے
قہر و غضب کی اس کے دوزخ ہی اک علامت
لطف و کرم کا اسکے جنت بھی اک نشاں ہے
نوعِ بشر کو اُس نے وہ قوتیں عطا کیں،
دیکھو کہ وہ فضا میں ہر سُو رواں دواں ہے
کتنا حسیں ہے دیکھو یہ آسماں کا گلشن
یہ مشتری، عطارد، زہرہ، یہ کہکشاں ہے
انسان کی حقیقت؟ پانی کا بُلبلہ ہے
اس کو غرور و نخوت زیبا بھلا کہاں ہے
ثابت علی نہیں گر تم مومن و مسلماں
یہ زندگی تمہاری سمجھو کہ رائگاں ہے

عبدالسلام گونڈوی

حضرت اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا

مسلمان عورتوں کیلئے ایک نمونہ

یہ حضرت ام سلیم بنت ملحان انصاریہ ہیں جو خادم رسول اللہ حضرت انسؓ کی والدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں یا خالہ ہوتی ہیں، ان کا شمار السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ (مہاجرین اور انصار میں سے اول اول اسلام لانے والوں) میں ہے، انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ہے اور کلمۂ حق کو بلند کرنے کے لئے جہاد و غزوات میں بھی شریک ہوئی ہیں، غزوۂ حُنین میں حاضر ہوئیں تو ایک خنجر ان کے ہاتھ میں تھا، ابوطلحہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ دیکھیے ام سلیم خنجر لئے ہوئے آئی ہیں، ام سلیم بولیں "ہاں اے اللہ کے رسول اگر کوئی مشرک قریب آیا تو اسی سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں غزوۂ اُحد میں میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہؓ اور ام سُلیمؓ کپڑا سمیٹے ہوئے بڑی مستعدی سے غازیوں اور مجاہدوں کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں، اپنی پیٹھ پر پانی سے بھری ہوئی مشک لاد لاد کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پلاتی ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ام سلیم اپنے ہونہار فرزند حضرت انسؓ کو لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ میرا بیٹا انسؓ ہے، میں اسے آپ کی خدمت کے لئے آپ کے حوالہ کرتی ہوں، آپ

اسے قبول فرمائیں اور اس کے لئے دعائے خیر فرمائیں، اُس وقت حضرت انسؓ دس سال کے تھے، آپ نے یہ پیش کش قبول فرمائی اور حضرت انسؓ کے لئے عمر اور مال و اولاد میں برکت اور مغفرت کی دعا فرمائی، حضرت انس کہتے ہیں کہ اس دعا کی برکت یہ ہوئی کہ میں اپنے ہاتھوں اب تک اپنی ایک سو تین (۱۰۳) اولاد دفن کر چکا ہوں اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لاتا ہے۔ اور میری عمر اتنی لمبی ہوئی ہے کہ مجھے لوگوں سے شرم آتی ہے اور آپ کی دعائے مغفرت کے سبب خدا تعالیٰ سے اپنی مغفرت کا امیدوار ہوں۔

ایک دوسری روایت میں حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میری بیٹی نے مجھے بتایا کہ بصرہ میں حجاج کی تاریخ آمد تک میری ایک سو بیس اولاد دفن کی جا چکی ہے،

حضرت اُمِ سلیم اور ان کی بہن اُمِ حرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت و عقیدت اور بڑا تعلق خاطر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے گھر بہت جایا کرتے تھے، یہ لوگ جو کچھ میسر ہوتا کھانے پینے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر کرتیں اور آپ کو آرام کرنے کے لئے بستر بچھا دیتیں، آپ وہیں کچھ دیر آرام فرماتے، آپ کے جسم اطہر سے جو پسینہ نکلتا اور کنگھی وغیرہ کرنے سے جو بال گرتے حضرت ام سلیم اسے بطور تبرک شیشی میں رکھ لیتیں اور اپنی خوشبو میں ملا لیتیں۔ آپ نے حجۃ الوداع میں جو بال منڈائے تھے اسے بھی ابوطلحہؓ نے لا کر ام سلیم کو دیدیا تھا اور انھوں نے شیشی میں رکھ لیا تھا،

حضرت ام سلیمؓ جب اپنی قوم کے ساتھ اسلام لائی ہیں اُسوقت مالک ابن نضر کی زوجیت میں تھیں جس سے حضرت انسؓ پیدا ہوئے تھے، ام سلیم نے کوشش کی کہ مالک بھی مسلمان ہو جائے اُسے سمجھایا بجھایا اور اس پر دعوت اسلام پیش کی، مگر یہ سیدھی سی بات اسکی سمجھ میں نہ آئی اور وہ ام سلیم پر خفا ہو کر ملک شام چلا گیا، اور وہیں

فوت ہوگیا۔

مالک کے چلے جانے کے بعد ابو طلحہؓ نے پیغام نکاح دیا مگر اُم سلیمؓ نے یہ کہہ کر ان کا پیغام رد کر دیا کہ "ابو طلحہ! میں مسلمان ہو چکی ہوں اور تم کافر ہو ابھی ہم میں، تم میں بڑی دُوری ہے، پھر میں کیسے تمہاری زوجیت میں آسکتی ہوں، ہاں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ اور رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کر لو تو البتہ میں تمہاری زوجیت میں آسکتی ہوں اور یہی تمہارا اسلام لانا اپنا مہر سمجھ لوں گی اور اے ابو طلحہ! ذرا سوچو بھی تو سہی کہ وہی لکڑی جو زمین سے اُگتی ہے اور تم اسے اپنے ہاتھوں ہی گڑھ کے دیوی اور دیوتا بناتے ہو، پھر اسی کے آگے اپنی پیشانی ٹیکتے ہو اور سر نیاز خم کرتے ہو، کیا تمھیں اس حرکت پر شرم نہیں آتی، ابو طلحہ! ذرا ہوش کرو اور یہ لغویات چھوڑ کر دین حق میں آجاؤ۔"

ابو طلحہؓ نے جواب دیا "اچھا میں اس پر غور کروں گا"۔ چنانچہ وہاں سے گھر گئے، پھر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر دین حق میں داخل ہو گئے۔ ام سلیمؓ نے حضرت انسؓ سے کہا "چلو میں ابو طلحہؓ سے نکاح پڑھا لوں"۔ چنانچہ نکاح پڑھا گیا اور دونوں میں رشتۂ زوجیت قائم ہو گیا۔

اُنھیں حضرت ابو طلحہؓ سے ام سلیم کو ایک ہونہار اور خوبصورت سا لڑکا ہوا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو عمیر کہہ کر پکارا کرتے تھے اور اس سے بڑی خوش طبعی فرمایا کرتے، حضرت ابو طلحہؓ کو اپنے اس لاڈلے بچے سے بڑی محبت تھی جب وہ ذرا چلنے پھرنے کے لائق ہوا تو بیمار ہو گیا، حضرت ابو طلحہؓ کو اس کا بڑا رنج ہوا، وہ بے چینی میں کبھی آنحضورؐ کے پاس جاتے، کبھی بچہ کے پاس گھر پہنچتے،

ایک دن شام کو وہ آں حضورؐ کے پاس گئے ہوئے تھے، ادھر بچہ جاں بحق ہو گیا حضرت ام سلیمؓ نے سوچا کہ ایسا نہ ہو ابو طلحہؓ سُنیں تو غم کی تاب نہ لاسکیں، اور بے صبری کی کیفیت پیدا ہو جائے جو خدا و رسول کی ناراضگی کا سبب ہو، لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اس وقت ان سے یہ خبر مخفی رکھی جائے، انھیں مطمئن کرنے کے بعد قاعدہ سے بتا دیا جائے، چنانچہ ام سلیمؓ نے راضی برضا ہو کر بچہ کو نہلایا دُھلایا اور کفن پہنا کے گھر کے ایک گوشہ میں رکھ دیا اور خود کپڑے وغیرہ پہن کر بن ٹھن گئیں اور کھانے کا انتظام کیا، جب ابو طلحہؓ خدمت نبویؐ سے واپس آئے اور بچہ کی خیریت پوچھی تو ام سلیمؓ نے کہا اسکی بیچینی ختم ہو گئی ہے اور اسے آرام مل گیا ہے، ابو طلحہؓ نے سمجھا کہ طبیعت ٹھیک ہو گئی ہے، اطمینان سے شام کا کھانا کھایا اور آرام سے رات گزاری، جب صبح غسل سے فارغ ہو کر نماز فجر کے لئے مسجد جانے لگے تو ام سلیمؓ نے روکا کہ ذرا ایک بات تو بتاتے جائیے، اگر کوئی آدمی کسی سے عاریتاً سامان لے، پھر کچھ دن بعد وہ مالک مال اُس آدمی سے اپنے مال کا مطالبہ کرے تو کیا وہ سامان مالک مال کے حوالہ کر دینا چاہیئے، ابو طلحہ نے کہا فوراً واپس کرنا چاہیئے، اس میں تامل کی کیا بات ہے، اُم سلیمؓ نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے جو بچہ ہمیں عنایت کیا تھا اُسے واپس لے لیا۔ ہم اور آپ اس پر صبر کریں اور ثواب کی اُمید رکھیں،

ابو طلحہؓ نے یہ سُن کر انا للہ پڑھا۔ پھر مسجد میں پہونچے اور آپؐ کے ساتھ نماز ادا کی، پھر آپؐ کو یہ ساری کہانی سنائی، آپؐ نے فرمایا امید ہے کہ خدا تمھاری یہ رات مبارک کرے گا، عبایہ بن رفاعہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ابو طلحہؓ سے ام سلیمؓ کے دس لڑکے ہوئے اور سب عالم دین و قاری قرآن بنے،

خُدا کے سچّے پرستار

اُم جمیلہ، الٰہ آباد

رات کی تاریکی بڑھتی جارہی ہے، فضا خاموش ہے، ہُوا سائیں سائیں چل رہی ہے، ساری کائنات پر سناٹا چھایا ہوا ہے، صبح اندھیرے اُجالے کا فیصلہ ہونے والا ہے۔

اسوقت اسلام کے سپاہی نہایت ذوق وشوق اور کسی سچے ارادہ سے محوِ خواب ہیں، مگر اس تاریک اور بھیانک رات میں بھی اسلام کے پانچ سپاہی پہرہ دینے پر بڑی مستعدی و ہوشیاری سے اپنے فرض کی انجام دہی میں مشغول ہیں۔ اِدھر دشمنان خدا اسلام کے مٹانے اور فنا کردینے کے ارادہ سے چل نکلے ہیں مگر خدا کے ان پانچ شیدائیوں نے راستہ ہی میں دشمنان خدا کا راستہ روک کر ان کے بنائے ہوئے خیالی قلعہ کو یک دم مسمار کردیا اور اسی جگہ جنگ شروع کردی، ادھر گنتی کے صرف پانچ، اُدھر ڈھائی سو برسرِ پیکار ہوگئے، اسلام کے یہ پانچ سپاہی نہایت بہادری اور جاں بازی سے لڑ رہے ہیں، جنگ کا فیصلہ مشکل نظر آرہا ہے ذرا دیر میں دشمنوں کی ہمت پست ہونے لگی، کتنے واصل جہنم ہوگئے، کچھ دشمنان اسلام پھر تازہ دم ہوکر جنگ کا آخری فیصلہ کرنے آگئے، ادھر یہ پانچوں سپاہی بھی فیصلہ کن جنگ میں مشغول ہوگئے، لڑتے لڑتے دو سپاہی شدید زخمی ہوکر گھوڑے سے نیچے

آگرے، ان تینوں اسلامی سپاہیوں کی تلواریں بھی ٹوٹ گئیں۔ تلوار ٹوٹتے ہی تینوں اسلامی سپاہیوں کو دشمنان اسلام گرفتار کرکے روانہ ہوگئے

صبح شاہی دربار میں یہ تینوں اسلامی سپاہی بادشاہ کے سامنے حاضر کئے گئے، بادشاہ کا دربار ان تمام دنیوی آرائشوں سے آراستہ تھا، وزیر اور خدام صف آرا تھے، جو ایک طالب دنیا کو مبہوت و مرعوب کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے دربار کے باہر ایک طرف آگ کے شعلوں پر بڑے بڑے کڑاہ میں تیل جوش مار رہا تھا تینوں سپاہی مطمئن و شاداں کھڑے تھے، بادشاہ نے گزشتہ رات کی جنگ کی رُوداد سُنی، پھر ادھیڑ عمر کے قیدی سپاہی کو طلب کیا اور پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے قیدی سپاہی نے جواب دیا "وہی ارادہ جو ایک خدا کے سچے پرستار کا ہونا چاہئے"

بادشاہ :- تمہاری فلاح اسی میں ہے کہ اپنا مذہب ترک کرکے عیسائی مذہب اختیار کرلو، ورنہ نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔

اسلامی سپاہی :- میرا ترک اسلام ایسا ہی ناممکن ہے جیسے رات میں سورج اور دن کو چاند نکلنا۔

بادشاہ :- یہ دہکتی ہوئی آگ تیل سے اُبلتا ہوا کڑاہ دیکھ رہے ہو اس سے خوف کھاؤ اور میرے مذہب میں داخل ہوکر عیش و آرام کی زندگی بسر کرو،

اسلامی سپاہی :- (اسکی حماقت پر زیرِ لب مُسکراتے ہوئے) لعنت ہے ایسے عیش و آرام پر، میں اور ڈروں اس آگ سے اور تمہارے دئے ہوئے چند منٹ کے عارضی عذاب سے، اس آگ اور تمہارے عذاب کو تو دیکھ

رہا ہوں اور خوش ہوں، میرے سامنے وہ آگ اور عذاب ہے جس کا
میں تصور ہی نہیں کر سکتا،

بادشاہ :- اگر اس آگ سے نہیں ڈرتے تو مجھ سے ڈرو کہ میں دوسرے سیکڑوں
قسم کے عذاب دے سکتا ہوں،

اسلامی سپاہی :- میں تم جیسے بادشاہ سے ڈروں جو خود مجبور ہے، میری نظر اس
بادشاہ حقیقی پر ہے جو ہست و نیست کرتا ہے، جس نے تم کو یہ سلطنت عطا
کی اور بادشاہ بنایا۔ تم سے پہلے بھی بہتوں کو اس سلطنت کا بادشاہ بنا
چکا ہے۔

جب بادشاہ لاجواب ہو گیا تو جلاد کو حکم دیا کہ اس گستاخ کو لیجا کر کڑاہ میں
ڈال دو، اسلامی سپاہی نے خدا کا شکر ادا کیا، چند منٹ میں خوش و خرم
اپنے رب سے جا ملے۔

دربار قاہرہ میں اب دوسرے اسلامی سپاہی کی باری تھی، ان کو بھی شہنشاہ
جابر کے سامنے پیش کیا گیا اور وہی تبدیل مذہب کا سوال ان سے بھی کیا اور کہا کہ حکم
عدولی کا حشر دیکھ چکے ہو، اگر میرا حکم نہ مانو گے تو یہی سزا تمہارے لئے بھی ہو گی،

اسلامی سپاہی :- خدا کی قسم میرے ساتھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے،
اسی تمنا اور آرزو میں، میں اپنے گھر سے نکلا تھا، اگر تو مجھے اپنی اس آگ میں
ڈال دے گا تو مجھے بہت بڑی نعمت حاصل ہو گی جس کے لئے میں
بے قرار ہوں۔

شہنشاہ نے غضب ناک ہو کر حکم دیا کہ اس کو بھی اسی کڑاہ میں ڈال دو،

آن کی آن میں انتہائی خوشی خوشی اپنے محبوب سے جا ملے، دربار میں سناٹا
چھایا ہوا تھا، تمام درباری خوفزدہ تھے، کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی، سب
خدا کے سچے پرستاروں کی ہمت، صبر، استقلال اور ایمانی طاقت سے
انگشت بدنداں تھے۔

اب دربار شہنشاہی میں تیسرے اسلامی سپاہی کی باری تھی، جس کی عمر سترہ
اٹھارہ سال سے زیادہ نہ تھی، ان کو بھی جابر شہنشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، وہ
نہایت مطمئن خاموش کھڑے ہو گئے، خوف زدہ ہوئے نہ ہراساں ہوئے، وزیر
جو دیر سے اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا اور اس کی خوبصورتی، بچپن، بھولاپن پر ترس
آرہا تھا، وزیر نے کھڑے ہو کر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور اگر جاں بخشی ہو تو کچھ
عرض کروں۔

بادشاہ :- کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

وزیر :- حضور یہ لڑکا ابھی بہت کمسن ہے، دنیا کے نشیب و فراز سے بالکل ناواقف
ہے، اس کو اپنے مذہب میں لانا بہت آسان ہے، اگر حضور کی نظر کرم ہو تو
اس لڑکے کو مجھے مرحمت فرمائیے، تین دن کے اندر اس کو اپنے مذہب میں
داخل کروں گا، اگر تین دن میں تبدیل مذہب نہ کیا تو حضور کو اختیار ہے"۔

ذرا توقف کے بعد وزیر کو لے جانے کی اجازت دے دی، وزیر اس
مسلمان بچے کو لے کر خوشی خوشی اپنے محل چلا گیا۔

جس کمرہ میں اس لڑکے کو ٹھہرایا وہ نہایت فاخرہ اہتمام سے سجا ہوا تھا، شاہی سامان سے مزین تھا، دنیا کا عیش و آرام یہاں مہیا تھا، رات میں دن کا دھوکا ہوتا تھا اس مسلمان بچے نے اس ساز و سامان اور عیش پرستی کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھا کہ یہی دولت و ثروت، یہی عیش و نشاط، یہ ساز و سامان، یہ کھانا لذیذ ہوتے ان لوگوں کو خداوند تعالیٰ سے علیحدہ کر رکھا ہے اسی کے نشہ میں خدا پرستوں پر ظلم استبداد ڈھاتے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کو فنا کرنے مٹانے کے منصوبے باندھا کرتے ہیں، اپنے دو ساتھیوں کی مظلومانہ شہادت، اپنے اس طرح بچنے اور مقید رہنے کے صدمہ سے پریشان متفکر بیٹھے تھے کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک حور پیکر لڑکی جو تمام آرائشوں سے مزین، خوشبوؤں سے معطر آئی، یہ مسلمان لڑکا بہت گھبرایا، فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا، ہر طرف دیکھا کسی طرف جانے کا راستہ نہ پایا، نہایت پریشان، خدا کی مدد کا طالب تھا، شرم سے آنکھیں نیچی، گردن جھکی، پسینہ میں شرابور، ذرا دیر میں کچھ خیال آیا، فوراً اٹھا، وضو کر کے نماز میں کلام مجید شروع کر دیا، وزیر زادی ساری رات عبادت ختم ہونے کے انتظار میں بیٹھی رہی، لڑکا تمام رات نماز قرآن میں مشغول رہا، صبح ہوتے ہی وزیر زادی مایوس واپس گئی، دوسری شب اس سے بھی زیادہ بناؤ سنگار کر کے نمودار ہوئی، مگر اس مسلمان لڑکے نے پھر نمازیں شروع کر دیں، صبح پھر ناکام واپس گئی، آج تیسری شب بناؤ سنگار کا آخری فن ختم کر کے آئی، مگر یہ خداوند تعالیٰ کے حسن و جمال کا شیدائی اپنے خداوند کے حضور میں حاضر ہو گیا، وزیر زادی رات بھر انتظار میں بیٹھی رہی، اسے یقین تھا کہ آج زندگی کی اخیر شب ہے، ضرور میری طرف متوجہ ہو گا مگر پھر صبح ہوئے مایوس پریشان واپس آئی۔ جب شب کی روئیداد وزیر کو معلوم ہوئی تو وزیر نے پھر بادشاہ سے جا کر

عرض کیا کہ اس بچے کے خیالات کچھ تبدیل ہو گئے ہیں، اگر جان بخشی ہو تو چالیس دن میں ضرور میرا مذہب قبول کرے گا، بادشاہ نے وزیر کی درخواست منظور کر لی چالیس شب وزیر زادی نئے بناؤ سنگار سے برابر جاتی، روزانہ صبح مایوس و نامراد واپس آتی، یہ لڑکا دن میں روزہ اور رات کو نماز میں مشغول رہتا، چالیسویں شب آخر کو وزیر زادی نے کسی خاص ارادہ سے اس عشرت گاہ میں قدم رکھا، کچھ دیر بعد خدا کے سچے پرستار سے ہمت کر کے کہا کہ اب اپنی عبادت ختم کیجیے اور مجھے اپنے سچے مذہب اسلام میں داخل کر لیجیے، اس سچے مسلمان لڑکے نے آج اپنی نمازیں مختصر کر کے وزیر زادی کو اسلام میں داخل کر کے خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ لڑکی نے کہا اب چلنے کی فکر کیجیے کیونکہ اب میں یہاں نہیں رہ سکتی، لڑکے نے کہا کہ میں تو قیدی ہوں چلنے کی فکر تم کرو یا میں، لڑکی نے اپنا سامان جو لے سکتی تھی لیا اور سائیس کو بلا کر حکم دیا کہ دو گھوڑے تیار کر کے فوراً لاؤ حکم کی دیر تھی، دو گھوڑے مع ساز و سامان کے حاضر تھے، دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے جب دونوں سرحد کے قریب پہنچے تو کچھ لوگوں کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی، چاندنی رات تھی، دونوں ایک پیڑ کے سائے میں کھڑے ہو کر آنے والوں کا انتظار کرنے لگے، لڑکے نے کہا کہ تم درخت پر چڑھ جاؤ، مبادا تم کو جنگ سے خوف آئے، یہ لوگ اگر ہم لوگوں کے تعاقب میں آتے ہوں گے تو میں نپٹ لوں گا،

لڑکی نے کہا۔ خدا کا شکر ہے، اسلام لانے کے بعد مجھ میں بھی ایمانی طاقت آ گئی، بزدلی، کمزوری ختم ہو چکی ہے، اب میں بھی آنے والوں کا مقابلہ کر سکتی ہوں

اتنی دیر میں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی دونوں ساتھی جو اس قدر دردناک عذاب سے شہید کیے گئے تھے، سامنے کھڑے ہیں اور خوشخبری سنا رہے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ

جتنا ہم دونوں سے راضی وخوش ہوا، اتنا ہی تم سے بھی راضی وخوش ہے،
مگر اس وقت تم دونوں نامحرموں کا تنہا چلنا اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں آیا، اسلئے
ہم دونوں کو اور فرشتوں کو بھیجا ہے کہ تم دونوں کا نکاح پڑھادوں، لہٰذا وہ دونوں
شہداء اُن دونوں کا نکاح پڑھا کر رخصت ہوئے، اب یہ دونوں دولھا دلھن
اپنے ارحم الراحمین کی رضا خوشنودی سے خوش کامیاب بامراد اپنے گھر پہنچے،

یہ مسلمان اللہ کے سچے اطاعت گزار فرمانبردار بندے تھے، خدا
رسول کے فرمان پر اپنی آل اولاد، جان ومال، دنیوی عزت وجاہ، عیش وآرام
خواہشات، شوق ارمان سب قربان کر دیتے تھے، وہ مسلمان بھی ہم لوگوں کی طرح
جسم وجان رکھتے تھے، سینے میں دھڑکتے ہوئے دل بھی رکھتے تھے مگر حکم کے
سامنے سر تسلیم خم تھا، ہر لمحہ یہی فکر، یہی دُھن تھی کہ خدا اور اس کا رسول مجھ سے راضی
اور خوش رہیں۔ یہی ان کی ترقی کا معیار تھا،

آج کے دور میں مسلمانوں کی ترقی کا معیار بالکل بدل گیا ہے، آج ترقی صرف
اسی میں ہے جس سے مغرب پرست خوش ہوں اور وہ کام ان کے معیار کے اعتبار سے
صحیح ہو اور جو کام خدا اور رسول کی خوشنودی کا باعث ہو، وہ دقیانوسی، فرسودہ، پرانی
تہذیب میں داخل ہو چکے ہیں، تمام بُرائیاں، بھلائیوں میں داخل ہو چکی ہیں،
بڑے بڑے گناہوں سے بچنا تو کجا، افسوس صد افسوس کہ اب مسلمان چھوٹی سی چھوٹی
خواہش بھی اللہ کی خوشنودی کے لئے ترک نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صراط
مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے اور ایمان پر خاتمہ ہو، آمین۔

بشیر فاطمہ صدیقی

ہماری ناقدری

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورت کو ذلت سے نکال کر
عزت دی، ورنہ اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت یہ تھی کہ مال وجائداد کی طرح
اس پر ہر ایک قبضہ کر سکتا تھا، باپ بیٹی کا جانی دشمن تھا، جب تک کہ اس کو
زندہ ہی دفن کر کے ختم نہ کر دے اس کو چین نہ آتا، جب یہ حال باپ کا تھا تو
شوہر کو بھی بُرے سے بُرا سلوک کرنے میں عار نہ تھا، بے جان چیز کی طرح عورت
کے ساتھ برتاؤ ہوتا، باپ کے گھر کی ہر چیز سے محروم، وراثت میں کوئی حصہ نہ تھا،
شوہر کے بعد اس کے مال کی طرح عورت بھی متروکہ جائداد تھی، لیکن سوائے
خدا کے کوئی اس کا فریادرس نہیں تھا جس سے وہ اپنی مظلومیت کا اظہار کر سکتی
ماں بھی باپ کے ہاتھوں مجبور تھی، کیونکہ وہ بھی ایک بے بس عورت تھی،

پھر اللہ نے مظلوم کی فریاد سُنی اور اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
نبی بنا کر بھیجا اور پیارا مذہب اسلام آپ کے لئے پسند فرمایا اور آپ کے ذریعہ مرد
عورت سب کو مصیبت سے نجات دی، جب کہ عورت متروکہ جائداد تھی، لیکن اسلام نے
اس کو باپ بھائی کی جائداد کا حصہ دار بنایا، شوہر کے گھر کی مالکہ بنی، ماں بنا کر باپ سے
زیادہ مرتبہ دیا، غرض اسلام ہی نے عورت کو ہر طرح کی ذلت ورسوائی سے نکال کر
عزت بخشی،

بُری نگاہوں سے بچانے کے لئے پردہ کا حکم نازل فرمایا اور گھر کے اندر باعزت رہنے کا حکم دیا، زمانہ جاہلیت میں عورت کو علم سے بھی محروم رکھا جاتا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان مَردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی علم حاصل کرنے کا حکم دیا، لیکن آج کل کی ترقی پسند خواتین اور مرد اسلامی تعلیم کو پسند نہیں کرتیں بلکہ اُس علم کو پسند کیا جاتا ہے جو حقیقت میں خدا سے دور کرنے والا ہے اور اعلیٰ ڈگریاں حاصل کر کے بھی خدا کو کوئی نہیں پہچانتا۔

اسلام نے عورتوں کو عزت دی لیکن وہ اسلام سے دور ہو کر ذلیل و خوار ہو رہی ہیں اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہیں اسلامی احکام پر عمل کرنا جہالت سمجھی جاتی ہے اور اگر کوئی خوش قسمت اللہ کی توفیق سے اسلام کے بنائے ہوئے احکام پر عمل کرے تو اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے، اور بڑھو، جاہل وغیرہ بُرے القاب سے نوازتے ہیں، طرح طرح کے طنزیہ کلمات سے یاد کیا جاتا ہے، اس صورت میں اسلامی طریقوں پر عمل کرنے والے کشمکش میں پڑ جاتے ہیں، کیونکہ آج کل تعلیم یافتہ جاہلوں کا دور ہے، اسلامی تعلیم سے دوری کی وجہ ہے کہ آج کل سب غیر قوموں کی تقلید کر رہے ہیں اور بہت خوش ہیں کہ ہم ترقی یافتہ ہیں۔

خدا ہم سب پر اپنا رحم فرمائے اور ہم کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے احکام پر پوری طرح عمل کر کے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کریں — آمین،

اُس کا گھر کیوں نہ ہو باغِ جنّت!

شاکر الاسعدی

ہر تکلف بناوٹ سے عاری — کس قدر بھولی بھالی ہے صورت
رُخ پہ غازہ نہ ہونٹوں پہ سُرخی — پھر بھی ہے کس قدر جاذبیت
ہر ادا مشرقیت میں ڈوبی — خندہ رُو، باوفا، نیک سیرت
سب سے خوش، اپنی قسمت پہ راضی — لب پہ شکوہ نہ کوئی شکایت
دل میں ہے شمع ایماں فروزاں — اور لب پر ہے ذکر و تلاوت
سر جھکائے ہے بارِ حیا سے — اتنی پاکیزہ خو، نیک طینت
جس پہ حوروں کو بھی رشک آئے — اتنا پاکیزہ دامان عفت
صبح صادق سے بھی صاف روشن — جس کے چہرے کا رنگ شرافت

جس کے گھر میں یہ زہراؓ صفت ہے
اُس کا گھر کیوں نہ ہو باغ جنّت

"یتیم"

(عبدالرحیم صدیقی صدر مدرس شمس العلوم ہنڈورہ (آندھرا)

جس نابالغ بچہ کے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ چکا ہو اُس کو "یتیم" کہتے ہیں اور جو ماں باپ دونوں کے سایہ سے محروم ہو اُس کو "یتیم الطرفین" بولتے ہیں، والدین اولاد کے وجود کا ظاہری ذریعہ ہیں، اس لئے والدین کی زندگی اولاد کے لئے خدا کی ایک نعمت ہے، جب نابالغ بچے کا یہ ظاہری سہارا ٹوٹ جائے تو اسکی دیکھ بھال اور تربیت کی ذمہ داری قوم پر آجاتی ہے، یہ ذمہ داری سب سے پہلے اس پر آتی ہے جو اس کا قریبی عزیز ہو، یتیم کی خدمت کرنا ثواب ہے اور اگر وہ قرابت دار، رشتہ دار ہو تو اسکی خدمت پر دُہرا اجر ملے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی تعلیم و تربیت پر بڑا زور دیا ہے، اس کے برعکس اس کے مال میں بیجا تصرف سے قرآن و حدیث میں سختی سے منع کیا گیا ہے، ایسے آدمی کو برا بتایا گیا ہے جو یتیم کا مال "لقمۂ تر" سمجھ کر ہڑپ کر جائے اور اس کو دھکے دے کر صدمہ پہنچائے، یتیم پر حقارت کی نگاہ ڈالنا اور ذلیل سمجھنا سخت غلطی ہے، اس موقع پر آپ کو یہ "گُر" یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے آپ کے آقا نبی اکرمؐ بھی یتیم تھے، اس لئے جب کبھی آپ کے سامنے یتیم بچہ آئے تو نبی کریمؐ کی یتیمی کا تصور کر لیجئے، پھر تو انشاء اللہ وہ بچہ آپ کو معزز نظر آنے لگے گا، اور آپ اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیریں گے۔

ذیل میں حدیث سے لئے ہوئے چند ٹکڑے درج کئے جارہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں اور یتیم کی کفالت کرنیوالا خدا کی جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دونوں (پاس کی) انگلیاں (شہادت اور درمیان کی اُنگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

خوش قسمت ہے وہ جو جنت میں حضور اکرمؐ کی معیت حاصل کرنے کیلئے یتیم کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں پورا حصہ لے رہا ہو، خدا ہمیں توفیق دے،

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہتر اس مسلمان کا گھر ہے جسمیں کوئی یتیم بچہ ہو اور اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا جاتا ہو، اور وہ گھر سب سے بدتر ہے جس میں کوئی یتیم بچہ ہو اور اسکے ساتھ ناروا سلوک برتا جاتا ہو،

دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو یتیم کے مال، جائداد پر ناجائز قبضہ کر بیٹھتے ہیں، اور اسے فخر بھی سمجھتے ہیں، ایسے ظالم لوگ درحقیقت قرآن کی رو سے اپنے پیٹ جہنم کی آگ سے بھر رہے ہیں، اللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ

(۳) حضرت عبداللہ ابن عمر صحابی ایک یتیم کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے، ایک دن ایسا ہوا کہ کھانا سامنے آیا، آپ نے اس یتیم کو تلاش کیا مگر نہیں ملا، کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ (یتیم) آیا، آپ نے اسکے لئے خادم سے کھانا منگوایا، کھانا ختم ہو چکا تھا اسلئے ستو اور شہد پیش کیا گیا، آپ نے اس بچہ سے کہا، میاں اسوقت یہی ہے کھالو، واللہ میں نے تم سے کچھ بھی چھپا کر نہیں رکھا ہے۔

حضرت ابن عمر یتیم کی قدر و قیمت پوری طرح پہچانتے تھے، جب ہی تو اس کے ساتھ یہ سلوک فرماتے تھے۔

مولانا عبدالسلام قدوائی

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

کا

قابل قدر مشورہ

اسلامی تاریخ میں صلح حدیبیہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ آئندہ کامیابیوں کی تمہید تھی، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑی اہمیت کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے) اس میں شریک ہونے والوں کے متعلق اپنی خوشنودی کا اعلان کیا ہے بے شبہ حدیبیہ کا معاہدہ اسی اہمیت کے لائق ہے اور واقعی اس صلح نے آئندہ فتوحات کے دروازے کھول دئے تھے، لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ ان نتائج تک پہنچنے میں ایک محترم خاتون کا بڑا حصہ ہے، اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنا قابل قدر مشورہ نہ دیتیں تو حالات قابو سے باہر ہو جاتے، اسلامی جمعیت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی، اور مسلمانوں کے اندر سخت انتشار برپا ہو جاتا اور ان کے نظام میں بڑی ابتری پھیل جاتی، صورت حال یہ تھی کہ اس معاہدہ میں بظاہر مسلمانوں کو اپنی توہین نظر آتی تھی، بعض دفعات ظاہرا بڑی ہی اہانت آمیز معلوم ہوتی تھیں، کفار قریش کا کوئی آدمی ..... مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس مدینہ منورہ میں آکر

رہنا چاہتا تو اس کی اجازت نہ تھی اور معاہدہ کے مطابق مسلمانوں کا فرض تھا کہ اسے کفار کے حوالہ کر دیں، لیکن اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی کفار کے پاس چلا جاتا اور ان کے ساتھ رہنا چاہتا تو مسلمانوں کو حق نہ تھا کہ اسے واپس بلا سکیں، اس طرح کا ایک واقعہ آنکھوں کے سامنے تھا، ابوجندل مکہ میں مسلمان ہو چکے تھے، ان کے باپ نے اس جرم میں ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں، وہ کسی طرح گھسٹتے ہوئے لشکر اسلام تک پہونچے اور مسلمانوں سے درخواست کی کہ انھیں اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیں اور ان مصیبتوں سے نجات دلائیں، ان کی حالت دیکھ کر سب کا دل بھر آیا لیکن ان کے باپ سہیل ابن عمرو نے مطالبہ کیا کہ معاہدہ کے مطابق مسلمانوں کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ابوجندل کو اپنے پاس روک سکیں، مسلمانوں نے اور خود رسول اللہ صلعم نے بہت کوشش کی اور سہیل ابن عمرو سے بڑی منت و سماجت سے درخواست کی کہ ابوجندل کو ٹھہرنے کی اجازت دے دے، لیکن سہیل کسی طرح راضی نہ ہوا، ابوجندل کی حالت دیکھ کر مسلمانوں کا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا، لیکن معاہدہ کی دفعہ کے مطابق ابوجندل کو واپس کرنا پڑ رہا تھا، اس کے ساتھ خود معاہدہ لکھتے وقت کفار قریش نے جو روش اختیار کی تھی وہ بھی سخت ناگوار تھی، معاہدہ کے شروع میں رحمٰن اور رحیم کا لفظ بھی لکھنا قریش نے گوارا نہ کیا۔ محمد رسول اللہ لکھنے کی بھی اجازت نہ دی اور اصرار کیا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا کر اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھا جائے، یہ اور اسی قسم کی باتیں تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے دل سخت رنج محسوس کر رہے تھے، انھیں یہ معاہدہ بڑا توہین آمیز اور ذلت کا باعث نظر آتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کے پیش نظر کچھ اور ہی تھا، رسول اللہ صلعم کو

وحی الٰہی کے مطابق اس معاہدہ میں آئندہ فتوحات کے دروازے کھلتے نظر آتے تھے، اس لئے آپ نے یہ معاہدہ کرلیا، مگر چونکہ مسلمانوں کے سامنے آئندہ جو کچھ ہونے والا تھا وہ نہ تھا اور وہ مستقبل کے واقعات نہیں دیکھ رہے تھے، اس لئے وہ اس معاہدہ کو پسند نہ کرتے تھے اور دل ہی دل میں سخت رنجیدہ تھے، معاہدہ کے بعد احرام کھولنے کا آنحضرتؐ نے حکم دیا اور فرمایا کہ لوگ اپنے بال بنوالیں لیکن بار بار کہنے کے باوجود کوئی شخص اپنی جگہ سے جنبش کرتے نظر نہ آیا، جاں نثار اور فرمانبردار متبعین کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو بہت تکلیف پہنچی، جو لوگ اشارہ پر جان دینے کے لئے تیار ہوجاتے تھے وہ آج صریح احکام کے باوجود بال بنوانے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے تھے، یہ کیفیت حضورؐ کو بہت غمگین کررہی تھی، غم اور تکلیف کی حالت میں آپ خیمہ میں تشریف لے گئے، حضرت ام سلمہؓ نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ حزن وملال کا کیا سبب ہے؟ آپ نے ساری صورت حال بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں کی عجیب حالت ہے، بار بار تاکید کے باوجود کوئی بال بنوانے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا اس سے سخت تکلیف ہے، حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ بظاہر معاہدہ کی دفعات اور کفار قریش کا طرز عمل بہت تکلیف دہ ہے، لوگ اس معاہدہ سے بہت ناخوش ہیں، وہ اس امید میں آئے تھے کہ مکہ میں داخل ہوں گے اور خانۂ کعبہ کی زیارت اور طواف کی سعادت حاصل کریں گے لیکن یہاں پہونچ کر نہ مکہ میں داخلہ ہوسکا، نہ طواف وزیارت کا موقع نصیب ہوا، پھر جو معاہدہ ہوا، وہ بھی بظاہر مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے دبا ہوا معلوم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انھیں کسی کام سے دلچسپی باقی نہیں رہی، اب آپ زبان سے کچھ نہ فرمائیں، باہر تشریف لے جائیں اور سب کے سامنے بیٹھ کر بال بنوانے شروع

کردیں، لوگ آپ کو دیکھ کر خود بخود بال بنوانے لگیں گے اور قربانی اور احرام سے فارغ ہوجائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ کے کہنے کے مطابق عمل کیا، نتیجہ وہی ہوا جو حضرت ام سلمہؓ نے بتایا تھا، سب مسلمانوں نے اپنے اپنے بال بنوانے شروع کردیے، تھوڑی دیر میں سب کے احرام کھل گئے۔

آپ نے دیکھا ایک محترم خاتون کی صلاح سے یہ پیچیدہ مسئلہ کس آسانی کے ساتھ حل ہوگیا اور اطمینان وخوش خرمی کے ساتھ مسلمان اپنے کام میں مصروف ہوگئے، نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ ورسول کی خوشی بھی حاصل ہوئی، آخرت میں مراتب بھی بلند ہوئے اور دنیا میں بھی کامیابی اور سرفرازی نصیب ہوئی، اس اطاعت وفرمانبرداری کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے جلد ہی بڑا انعام بھی عطا فرمایا، لیکن یہ کچھ بھی نہ ہوتا اگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے قابل قدر مشورہ سے مدد نہ فرماتیں، واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جو بھی فتوحات حاصل ہوئیں اور خیر وبرکت کے جو دروازے بھی کھلے، ان میں حضرت ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا کے اس مشورہ کو بہت دخل ہے۔

باب کرم

آیۃ اللہ تسنیم صاحب کی
مختلف وقتوں کی لکھی ہوئی
مناجاتوں کا مجموعہ، جن میں مکہ ومدینہ میں کہی ہوئی مناجاتیں
اور سلام بھی شامل ہیں ——— قیمت ۳۷ نئے پیسے

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ، لکھنؤ

اُن پہ درود اور سلام

★ ——— اَمَۃُ اللہ تسنیم

جو ہیں مدینہ میں مقیم — رہبرِ دینِ مستقیم
سرورِ جنت نعیم — اُن پہ درود اور سلام

جو ہیں حبیبِ کبریا — اور ہیں فخرِ انبیاء
جن کا ہے نام مصطفےٰؐ — اُن پہ درود اور سلام

کتنا پیارا ہے یہ نام — لیتے ہیں لوگ دل کو تھام
دل مرے لیتا ہے مدام — اُن پہ درود اور سلام

کتنی مٹھاس نام میں — کتنا مزا کلام میں،
چاشنی کیسی کام میں — اُن پہ درود اور سلام

آتا ہے لب پہ اُن کا نام — یاد میں جس کی صبح و شام
رہتے ہیں جملہ خاص و عام — اُن پہ درود اور سلام

رب کے دُلارے وہ نبیؐ — حق کے پیارے وہ نبیؐ
اور ہمارے وہ نبیؐ — اُن پہ درود اور سلام

جن پہ فدا ہیں خاص و عام — جن کا دلوں میں ہے مقام
سب کی زباں پہ یہ کلام — اُن پہ درود اور سلام

دل میں لگی یہی لگن — کیسے مدینہ ہو وطن
ان کی جدائی ہے کٹھن — اُن پہ درود اور سلام

اب ہو عطا مجھے شرف — جاؤں میں پھر اسی طرف
آنکھیں لگی ہیں جس طرف — اُن پہ درود اور سلام

کتنے پہنچ گئے وہاں — کتنے تڑپ رہے یہاں
ان میں ہے یہ بھی خستہ جاں — اُن پہ درود اور سلام

جن کو حضوری ہے نصیب — وہ تو بہت ہیں خوش نصیب
کر دے مجھے بھی تو قریب — اُن پہ درود اور سلام

خاکِ مدینہ لا صبا — اُن کی گلی کی خاک لا
خاک کے ذرہ ہی دکھا — اُن پہ درود اور سلام

ہے یہ تسنیم کی دعا — کر لے قبول اے خدا
چین سے رکھ اسے سدا — اُن پہ درود اور سلام

نثار فاطمہ

میرے پڑوس میں

میرے پڑوس میں ایک خاتون ہیں جن کی زندگی کو دیکھ کر رشک آتا ہے، ہر طرح اللہ نے ان کو خوبیوں سے مالا مال کیا ہے، دولت کے لحاظ سے بھی، اخلاق کے لحاظ سے بھی، کوئی اُن سے ملنے آئے، امیر ہو یا غریب، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتی ہیں، باتوں باتوں میں دین کے ارکان اور احکام بتاتی ہیں، کوئی اگر ان کے سامنے کسی دوسرے کی بُرائی کردے تو آفت آجائے، ارے بی بی تم نے یہ حرام بات منھ سے نکال دی، توبہ توبہ، اُس نے تمھارا کیا بگاڑا تھا تمھاری کوئی چیز چُرالی؟ تم کو مارا؟ تم کو گالی دی؟ آخر کیا کیا؟ تم نے بُرائی کی تو اپنا نقصان کیا، اُس کا کیا بگڑا، اس کو خبر بھی نہیں ہے کہ تم نے کیا کہا؟ اس طرح کے اور جملے وہ کہنے لگتی ہیں، یہاں تک کہ بُرائی کرنے والی عورت شرمندہ ہو جاتی ہے۔

صبح اُٹھیں، اللہ کی یاد میں وقت گزارا، نماز کا وقت آیا، بچوں کو اُٹھایا، قرآن کی تلاوت کی، دن بھر گھر کے کام کئے، ہر ایک مل کر خوش، شوہر بھی خوش، والدین بھی عاشق، بچے احترام کی نظر سے دیکھنے والے پاس پڑوس کے رہنے والے لوگ ادب کرنے والے غرض کہ یہ بی بی اپنے

عادات واطوار، اخلاق ومحبت، عبادت ریاضت سے سب کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہتی ہیں اور بچوں کی تعلیم کا انتظام ہو گیا ہے، اللہ ایسی خاتون ہر گھر کو عنایت فرمائے اور ایسی ماں بہن ایسی بیٹی، ایسی بیوی سب کو نصیب کرے،

اب دوسری عورت کا حال سُنیئے، میرا ایک شادی میں جانا ہوا گھستے ہی ایک تیز آواز کان میں ٹکرائی، ایک عورت مسلسل بول رہی تھی، بات بات پر قسم، ایک ریکارڈ لگا ہوا تھا جو مسلسل بج رہا تھا، ہر عورت عاجز و پریشان، ذرا کوئی بولا وہ عورت چلا اُٹھی اور نہ معلوم ایک زبان سے کیا کیا سُنا گئی، اسکی غیبت، اس کی بُرائی، جو سامنے آیا، شامت آئی، میں نے پوچھا یہ کون ہے، ارے تم ان کو نہیں جانتیں؟ محلہ کی چودھرائن!

میں نے کہا یہ چودھرائن ہیں، نہ صورت نہ شکل، نہ تہذیب، نہ سلیقہ، کیسی چودھرائن ہیں؟

جواب ملا۔ چودھرائن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتوں نے ان کو اپنا بڑا مانا ہے، یہ خود سب کی سرپرست ہیں، ہر گھر کا فیصلہ کرنے کو تیار، ہر ایک کے معاملہ میں دخیل، سارا محلہ عاجز ہے نہ تو مکان چھوڑتی ہیں نہ کسی کا پیچھا، اب دیکھو ہمارے یہاں بھی بے بُلائے آگئیں اور سارا گھر سر پر اُٹھالیا، ذرا سی کسی کی غلطی دیکھی اعتراض کر بیٹھیں اور اعتراض بھی کیسا نہایت بھونڈا، اب یہ شام تک یہی کریں گی کس کی مجال کہ ان کو ٹوکے یا روکے۔ میں نے کہا اللہ بچائے ایسی عورت سے جس سے سب پناہ مانگتے ہوں اور عادت میں ایسی بُری۔

ترجمہ و تلخیص مولوی سعید الرحمٰن اعظمی

پہلی قسط

حلیمہ آپا

امریکہ کی ایک مسلمان عورت کی داستان

"ابھی چند سال پہلے پاکستانی تبلیغی جماعت، امریکہ، انگلینڈ، جاپان اور دوسرے یورپین ممالک گئی، جس کے ایک رکن رکیں جو اس وقت حجاز میں بڑے عہدہ پر فائز ہیں، اپنے چند مؤثر مشاہدات کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے ان مشاہدات کو مجلہ "الرابطۃ الاسلامیہ" (مکہ مکرمہ) شائع کر رہا ہے، مندرجہ ذیل صفحات میں اسکا ایک حصہ دیا جا رہا ہے" ——— مدیر

سنہ ۱۹۵۶ء میں جب میں پہلی بار ان سے ملا تو وہ مجھے پچاس سال سے زیادہ کی معلوم ہو رہی تھیں، میں اُن دنوں ایک عمارت کے فلیٹ میں قیام پذیر تھا اس عمارت کو پٹسبرگ کے مسلمانوں نے قرآن کی تعلیم دلانے کے لئے بطور ایک مدرسہ اور مسجد کے خرید لیا تھا، یہاں کی اسلامی جماعت نے ہمارا بڑا خیال کیا اور خاص طور سے حلیمہ آپا نے ہم پر بڑی عنایتیں فرمائیں، چنانچہ وہ بلاناغہ روزانہ ہمارے پاس آتیں، ہمارا کھانا پکاتیں، کپڑے دھوتیں، اور سارے گھر میں جھاڑو دیتیں، جیسے ایک ماں اور ایک بہن اپنے گھر کا خیال رکھتی ہے۔

حلیمہ آپا کا تقدس آمیز منظر مجھے بھولتا نہیں، انکی تر و تازہ پیشانی پر

سجدہ کا نشان اس بات کی علامت تھا کہ ان کے باطن میں ایک پاکیزہ روح کارفرما ہے، ان کا پورا وجود ایمان سے بریز تھا، اسلام کی محبت ان کے ریشے ریشے میں بسی ہوئی تھی، اُن کو نماز سے ایسا والہانہ عشق تھا کہ بغیر اسکے وہ ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی تھیں، ہماری اکثر یہ خواہش ہوتی کہ وہ بغایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز کے لئے کھڑی ہوں اور ہم لوگ ان کو دیکھتے رہیں، اس وقت وہ فنائیت اور پرہیزگاری کا ایک عظیم پیکر معلوم ہوتی تھیں۔

نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک تھی، بالکل اسی طرح مجھ سے انھوں نے ایک دفعہ کہا ——— کہا کہ محض نماز ہی کی وجہ سے میں نے ہفتہ میں دو دن چھٹی کا اہتمام کیا، جب کہ ہفتہ میں چھٹی کا ایک ہی دن مقرر تھا، انھوں نے اپنا قصہ یوں بیان کیا۔

ایک دفعہ کئی مہینے تک بیکار رہی کہ اچانک ایک اخبار میں یہ اشتہار میری نظر سے گزرا، کہ ایک مالدار خاتون کو ایک ایسی عورت کی ضرورت ہے جو اسکے گھر کے کاموں میں اس کا تعاون کر سکے"۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اور بلا توقف اس نے منظور کر لیا اور بدھ کا دن عام چھٹی کا دن اس نے مقرر کر دیا، لیکن میں نے اس کو بتایا کہ میں اپنی خدمات اس وقت انجام دے سکوں گی جب جمعہ کے دن چھٹی بھی رہا کرے، میں نے اس کو بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور میرے لئے یہ ضروری ہے کہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے میں جامع مسجد جاؤں، بالآخر میرا یہ مطالبہ اس کے دل پر کافی اثر انداز

ہوا، اور اس نے کہا کہ بہت اچھا، تم کو ہفتہ میں جمعہ کے دن بھی چھٹی ملا کریگی، تاکہ تم اپنی نماز ادا کر سکو

پٹسبرگ کے مسلمان اور (عورتوں کی اکثریت) ہر رات وہاں کی مسجد میں جمع ہوتے ہیں تاکہ وہ ساتھ ہی نماز باجماعت ادا کر سکیں، نماز کے بعد حلیمہ آپا ان کو خطاب کرتی ہیں اور ایمان و اسلام کی باتیں ان کو بتاتی ہیں،

حلیمہ آپا ایک کہنہ مشق مقررہ معلوم ہو رہی تھیں، جب وہ تقریر کرنے کھڑی ہو جاتیں تو ہر طرف ایک سکوت کا عالم طاری ہو جاتا، سامعین پوری توجہ کے ساتھ ان کی باتیں سُنتے، ایک دفعہ اثنائے تقریر میں انھوں نے سامعین سے دریافت کیا کہ "کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ مسلمان بھائی دوسرے ملکوں سے ہمارے اس ملک میں کیوں آتے ہیں؟ کیا اس لئے کہ ہم نے ان کو دعوت دی ہے، یا اس لئے کہ ہم نے ان کے سفر خرچ کا بار اٹھایا ہے"۔ ان سوالات کا جواب متفقہ طور پر ہر شخص نے یہی دیا کہ (ہرگز نہیں) اور اسکے بعد وہ اس کے اسباب یوں بیان کرنے لگیں :-

مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ لوگوں کو ان بھائیوں کے متعلق یہ عرض کروں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیوں بھیجا ہے؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہی وہ وقت ہے جب کہ رسول اللہ کی نبوت، پوری طرح متحقق ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے اس لئے کہ توریت میں مذکور ہے کہ بیج مشرق سے آ آ کر مغرب میں جمع ہوں گے، چنانچہ ایمان کے بیج ان بھائیوں کے ذریعہ آنا شروع ہو گئے، اور انشاء اللہ وہ عنقریب برگ و بار لائیں گے۔

چونکہ میں نے حلیمہ آپا میں ایمان کی قوت محسوس کی، اس لئے میں اکثر اوقات اپنے دل سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ آخر کس نے ان کو اسلام کی طرف ہدایت دی، میں نے جب بھی ان سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ تم یقین مانو مجھے کسی انسانی وجود نے کلمہ نہیں سکھایا۔

لیکن ایک دن میں نے بڑے اصرار سے ان سے یہ سوال کیا کہ آپ خدا کے لئے مجھ کو اپنے اسلام قبول کرنے کا قصہ بتائیے، جب میرا اصرار بہت بڑھا تو انھوں نے اپنا پورا قصہ بیان کیا،

(بقیہ مضمون آئندہ پرچے میں پڑھئے)

بچوں کی
قصص الانبیاء

اب سے کئی سال پہلے بچوں کی قصص الانبیاء کے الگ الگ حصے طبع ہوئے تھے، جن میں ہر ایک حصہ ایک نبیؑ کے حالات پر مشتمل تھا، اب یکجا کئی کئی انبیاء کے حالات پر مشتمل بڑے حصے شائع ہو گئے ہیں، سردست دو حصے طبع ہوئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل ترتیب کے لحاظ سے انبیاء کرام کے واقعات درج ہیں

حصہ اوّل :- اس میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح علیہم السلام کے سچے اور مؤثر واقعات و حالات ہیں ——— قیمت ایک روپیہ

حصہ دوم :- اس میں حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت یوسف، حضرت شعیب علیہم السلام کے واقعات درج ہیں قیمت ایک روپیہ ۲۰ نئے پیسے

ملنے کا پتہ :- مکتبہ اسلام ۳۷، گوئن روڈ، لکھنؤ

غزالہ بیگم

گھریلو چٹکلے

گرمیوں میں سفید کپڑے بہت زیادہ پہنے جاتے ہیں اور زیادہ تر گھروں میں انھیں خواتین یا تو خود ہی دھو لیا کرتی ہیں، یا نوکروں سے دُھلوا لیتی ہیں، کپڑوں کی دُھلائی کے لئے سن لائٹ صابون، لیکس فلیکس یا سرف استعمال کیجیئے (لکس فلیکس و سرف) جنرل مرچنٹس کے یہاں ہر جگہ مل جاتے ہیں، سفید کپڑوں کو زیادہ سفید کرنے کے لئے دھونے کے بعد یا تو ٹنو پال استعمال کیجیئے یا پھر نیل۔

ٹنو پال ایک چھوٹی سی ڈبیا میں پاؤڈر کی شکل میں آتا ہے، ایک بالٹی پانی میں ذرا سا ملانے کے بعد دُھلے ہوئے کپڑوں کو اس پانی میں ڈبو لیں تو ان کی سفیدی اتنی زیادہ بڑھ جائے گی کہ آپ متحیر رہ جائیں گی، ٹنو پال سے بہتر کپڑوں کو اُجلا کرنے کی کوئی دوسری چیز نہیں ہے، یہ کوئی زیادہ مہنگی بھی نہیں ہے، سوا یا ڈیڑھ روپیہ کی ڈبیا سو دو سو کپڑوں کے لئے کافی ہوتی ہے

اگر ٹنو پال نہ مل سکے یا آپ اسے نہ استعمال کر سکیں تو نیل خرید لیجیئے یہ بلیو رنگ کا پوڈر سا ہوتا ہے، ایک بالٹی پانی میں تھوڑا سا نیل کسی باریک کپڑے میں پوٹلی بنا کر گھو لیئے، پھر اسی پانی میں دُھلے ہوئے کپڑوں کو دو تین بار ڈبو کر نکال لیجیئے، خیال رہے کہ نیل کی مقدار زیادہ نہ ہونے پائے، ہلکا ہلکا

نیل ہی کپڑوں کو سفید دکھاتا ہے، زیادہ ہو جانے سے نیل کا اپنا رنگ غالب آجائیگا۔

اونی سوئٹرس وغیرہ جب اپنی عمر طبعی کو پہنچ جائیں اور آپ انھیں کسی غریب کو دینا پسند نہ کریں تو ان کا اون کھول کر گولے بنا لیں اور جمع کرتی رہیں، ہو سکتا ہے کہ کبھی یہ پُرانا اُون آپ کے کام آسکے، اس لئے کہ کبھی کبھی مرمت وغیرہ کے لئے جس طرح کے اون کی ضرورت پڑتی ہے وہ سیکڑوں دوکانوں پر جانے کے بعد بھی نہیں ملتا۔

پلاؤ پُرانے سیلھا چاولوں کا بھی پکایا جاتا ہے (سیلھا چاول اس طرح اُسکو کہتے ہیں جو دھانوں کو اُبال کر نکالا جاتا ہے) ان چاولوں کو پلاؤ میں استعمال کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انھیں کم سے کم بارہ گھنٹے پہلے پانی میں بھگو دیا جائے، اگر اٹھارہ یا چوبیس گھنٹے بھیگ سکے تو بہت عمدہ پکے گا، دیگر بانسی یا دہرہ دون وغیرہ کا عام چاول پکانے سے صرف گھنٹے دو گھنٹے ہی قبل بھگویا جاتا ہے۔

اپنی کوئی مشین وغیرہ کھولئے تو اس کے چھوٹے چھوٹے پُرزوں کو کسی ڈبے میں رکھتی جائیے، کبھی کبھی باریک پیچ یا پُرزے اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں تو بڑی دشواری ہوتی ہے۔

شکریہ "حریم" لکھنؤ